Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم — بابت ذی الحجہ سنہ ۹۸ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء — جلد سوم

معروضات

(۱) جن صاحبون نے اشارات معروضہ سرورق پرچہ ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر زر باقیات مرحمت فرمایا ہے مہتمم اُن حضرات کا دل سے شکر گذار ہے۔ اور بذکر مواضع سکونت اُن حضرات کے اس شکر کا اظہار کرتا ہے وہ مواضع یہہ ہین۔ بہوپال (بلدۃ طیبہ ورب غفور) بدایون۔ بسروپ۔ جبلپور۔ حیدرآباد دکہن۔ دہلی۔ علی پور۔ گذرچناب۔ مظفرگڈہ۔ مرادآباد مہدانوان (وفق اللہ اہلہا بما یحب و یرضی) بقیہ حضرات (جنکی باقیات کی تعداد تین سو روپیہ کے قریب ہے چنانچہ ملاحظہ فہرست نمبر سابق سے معلوم ہوسکتا ہے) کی خدمات مین بڑے ادب سے ملتمس ہے کہ بے اعتنائی کو دور فرماوین اور اس قدیمی خیال کو کہ ہمارے دو تین روپیہ نہ پہنچے تو وہان کیا حرج متصور ہے؟ روپیہ بہیجنے والے کیا اور تہوڑے ہین؟ غلط سمجہکر میری اس معروض سابق کو کہ جس جہوٹے سے کارخانہ کا اس قدر روپیہ باہر ہو اُسکا کام کیونکر چلسکتا ہے خیال مین لاوین۔ اور اگر اُن حضرات نے اپنے نامون کے اشارات کو نہین سمجہا تو پہر کیا مین اُنکے اسماء گرامی پر تصریح کرون؟۔ اور اگر حساب دوستان در دل سمجہہ لیا ہے تو پہر تصفیہ مین دیر کیا ہے؟ بعض حضرات ایسے بہی ہین جنکی طرف ہمنے فہرست ماہ نومبر مین اشارہ نہین کیا۔ وہ اپنا حساب خود سمجہہ لین اور زر واجب الادا ارسال فرماوین سال ختم ہوا اب پچہلے حساب کا فیصلہ ضروری ہے۔

(۲) سررشتہ حساب و کتاب اشاعۃ السنۃ ابتدا مین بابو محی الدین صاحب ملازم دفتر انگریزی کے سپرد تہا اُنہون نے حسب عادت دفتر انگریزی مہینون کے مطابق خریدارون سے قیمت کا لین دین رکہا۔ اُسی انداز سے ابتک سلسلہ جاری ہے۔ مگر انگریزی مہینے شمسی ہین اور اسلامی سال و مہینے قمری۔ اور شمسی مہینے قمری مہینون کے نسبت متزاید ہوتے ہین۔ بناءً علیہ تین سال مین سنہ عیسوی و ہجری مین ایک مہینے کا فرق ہوگیا ہے۔ پس اگر

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

خریداران اشاعۃ السنۃ ۱۸۹۱ء کے پرچے قمری مہینوں کے برابر لینا چاہتے ہیں تو ۱۸۹۱ء کی بابت تیرہ مہینے کی قیمت ادا کرنا منظور کریں ہم اس سال تین سو بیس پرچہ نکالینگے۔ جنوری مہینے میں محرم و صفر کی بابت دو پرچہ شایع کرینگے یہہ نہ ہو سکے تو جنوری میں صرف پرچہ صفر پر صبر کریں اور پرچہ محرم ۱۳۰۹ ہجری سے معافی دیں۔ پھر اسکی جگہہ نمبر دوازدہم میں محرم ۱۳۰۹ کا پرچہ لیں۔

(۳) اکثر مضامین اشاعۃ السنۃ میں طول ہوتا ہے غالبًا کوئی مضمون اسکا جلد ختم نہیں ہوتا اس سے متعلقین قاعدہ **کل جدید لذیذ** کا جی گھبراتا ہوگا مگر ہم آپکی لاچار ہیں ہر چند اختصار کا قصد کرتے ہیں مگر مباحث اس قسم کے پیش آتے ہیں کہ انمیں اختصار سے حق کا اثبات نہیں کر سکتے جس مضمون کو شروع کرتے ہیں پہلے تو اسکو یہی سمجھتے ہیں کہ یہہ ایک دو نمبروں میں ختم ہوگا مگر جب سلسلہ کلام اور مسایل مہمہ کی طرف چل نکلتا ہے تو قلم اختیار میں نہیں رہتا۔ ناظرین اس تطویل سے نہ گھبرائیں مضامین کی ضرورت و کیفیت بیان و استدلات کو خیال میں لادیں۔ یہ مضمون تفرقہ بین الاسلام سال آیندہ میں ختم ہوگا۔ پھر خواہ ناظرین اسکو بلحاظ مضامین جلد سوم کے ساتھہ مجلد کرادیں خواہ بلحاظ سنین جلد چہارم میں شامل رکھیں۔

اشتہارات

(۱) شروع ۱۸۹۱ء سے انشاء اللہ تعالی ماہواری رسالہ اشاعۃ السنۃ کے ساتھہ ایک ضمیمہ چار ورقہ بھی نکلا کریگا جسکا دام اصل رسالہ سے چہارم حصہ لیا جاویگا جسکی تفصیل مراتب و درجات مفصلہ اشتہار رسالہ یعنی درجہ اول کے خریداران سے کم سے کم ۸ درجہ دوم ۴ درجہ سوم سے ۲ درجہ چہارم سے ۱ درجہ پنجم سے دعا خیر و اشاعت۔ اس ضمیمہ کا مطلب و مقصد کا تفصیلی بیان تو اسکے ابتدا میں ہوگا۔ اس کا اجمال یہہ ہے کہ اس ضمیمہ میں کتاب و سنت کے موافق مسایل اصول و فروع و اعتقادیات و عملیات کا بیان قلم میں آویگا جسمیں کسی خاص شخص کو مخاطب نکیا جائیگا۔ اور نہ کسی خاص فرقہ اسلامی کا رد و مقابلہ عمل میں آویگا۔ جو صاحب اس ضمیمہ کی اشاعت کے شایق اور اسکے طالب ہوں وہ فورًا اپنی درخواست روانہ کریں۔ اس ضمیمہ کے پرچے قریب قریب تعداد خریداران کے چھپینگے۔ پس جو صاحب خواستگار نہ ہونگے وہ شاید پچھے سے نہ پاسکیں۔ یہہ ضمیمہ بعض خریداروں کے پاس بلا درخواست بھی بھیجا جاویگا پر جو صاحب اسکو پسند فرما کر کہہ لیں وہ خریدار متصور ہونگے جو اسکو بفور وصول واپس کرینگے وہ مطالبہ قیمت سے بری رہیں۔

۲- کتاب معیار الحق جواب تنویر الحق ایک مدت سے عنقا صفت ہو رہی تھی اب بعونہ تعالیٰ دہلی مین حضرت شیخنا و شیخ الکل مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کے تلامذہ کے اہتمام سے طبع ہوئی ہے قیمت اسکی عہ ہے اور محصول ڈاک ۱ر جو صاحب شایق ہون وہ مولانا مدح یا مولوی لطف حسین صاحب شاگرد مولانا صاحب سے بکار قیمت طلب فرماوین ۔

۳- مطبع ریاض ہند امرتسر مین ایک رسالہ موسومہ (تحقیق الاسلام) طبع ہوا ہے جسمین توریت و انجیل سے نبوت محمدیہ کا ثبوت دیا ہے۔ عام لوگون کے لئے برائے افہام یا افحام عیسائیون کے یہہ رسالہ کافی ذریعہ ہے۔ طرز بیان سنجیدہ کتابت عمدہ طبع پاکیزہ قیمت ۴ر محصول ڈاک ۰ر جو اس کے شایق ہون وہ شیخ نور احمد صاحب مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر سے طلب فرماوین۔

مژدہ

۱- تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف آنریبل صاحب بہادر کے جواب مین ایک اور رسالہ نکلا ہے جسکا نام سلسلہ رونیچر ہے اور لقب خیر خواہ اسلام ہے۔ واقعی یہہ رسالہ اسم بامسمی ہے اور اسکے حرف حرف سے اسلام کی خیر خواہی جوش مار رہی ہے یہہ وہی رسالہ ہے جسکے اجرا کی ہمنے ضمیمہ نمبر ۲ مین تمنا ظاہر کی تھی اور مسلمانون کو ترغیب دلائی تھی۔ اس کے مصنف وہی صاحب خیرت و عالی ہمت جناب مولوی سید الطاف حسین صاحب ہین جنکا ذکر خیر ہم اسی ضمیمہ مین کر چکے ہین اسکی قیمت بھی وہی قرار پائی ہے جو اس ضمیمہ مین بیان ہوئی ہے یعنی فی جزو ۰ر علاوہ ۱ر محصول ڈاک کہ وہ آدھ آنہ سے زیادہ نہ ہوگا۔ اسکا ایک پرچہ شایع ہوا جسمین مخاطب کے جملہ خیالات و عقاید کی اجمالی کیفیت بتا دی ہے اور اپنی مبادی و مقاصد کی تفصیل کر دی۔ عبارت ایسی طریف اور طرز ایسی ظریف ہے کہ جو کوئی اسکو پڑھیگا (دنیا کا غمزدہ ہو یا خوف آخرت پژمردہ) ایک دفعہ تو ضرور ہی بے اختیار ہنس دیگا۔ مسلمان عموماً و ناظرین رسالہ خصوصاً اس رسالہ کو خرید کرین اور علی الحساب کسی قدر روپیہ مطبع یوسفی دہلی مین پاس سید علی حسین صاحب مہتمم بھیجکر اس امر کے خواستگار ہون کہ جب کبھی یہہ رسالہ چھپے تو ان صاحبون کے پاس بھیجا جاوے۔ پھر بعد انضباط وقت وہ حجم رسالہ کے اس کے حساب کا تصفیہ کیا جاوے۔

نصیحت

مینے سُنا ہے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مقیم لدھرتر (جنہون نے ہمارے اشتہار مسایل عشرہ کے جواب مین ۱۸۸۶ء مین قلم اُٹھاکر بعد دفعہ کی رد و بدل کے بعد ہاتھ سے رکھدیا تھا) اِن دنون پھر اِس اشتہار کے جواب مین خامہ فرسائی کر رہے ہین اور اُسکی طبع و اشاعت کا ارادہ رکھتے ہین۔ پس ہم بنظر اصلاح فیما بین المسلمین بڑے ادب و اخلاص سے مولوی صاحب کو برادرانہ نصیحت کرتے ہین کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ کا قصد نہ فرماوین اور اِس بات کو خیال مین لاوین کہ ہم ایک مدت سے باہمی جنگ سے ہتیار ڈال چکے ہین اور دوسری طرف متوجہ ہین۔ ایسے وقت مین برادران اسلام کو (جو فروعی مسایل مین ہم سے اختلاف رکھتے ہین) ہم سے نہ اُلجھین اور جس کام مین ہم لگ رہے ہین اُسی کام کے لئے ہمارے اوقات کو فارغ رہنے دین۔

کیا مولوی صاحب یا اُن کے معاون و احباب اس بات کو پسند کرتے ہین کہ ہم اتفاقی اصول اسلام کی حمایت و اشاعت کو چھوڑ دین۔ اور پھر اُن ہی قدیمی فروعی جھگڑون مین مشغول ہو آمین در نعلین کے پیچھے پڑین۔ کیا مولوی صاحب نے ہمارے مضمون اشاعت مذہب اسلام کو ملاحظہ نہین فرمایا اور اگر وہ ملاحظہ مین آیا ہے تو کیا اس سے آپ کو توافق نہین ہے۔

اگر مولوی صاحب کو اپنے علم و کمال کا اظہار یا حنفی مذہب کے مسایل کا اثبات و اشتہار مدنظر ہے تو اس امر کے لئے مجھ مخاطب کرنا کیا ضرور ہے آپ مجھ اور میرے اشتہار کو مخاطب نہ فرماوین بلکہ مستقل طور پر مسایل حنفی مذہب کی اشاعت مین جس قدر وسعت چاہین دین اسکی رد و ابطال سے ہمکو تعرض نہ ہوگا اور آپکا مقصود بلا مزاحمت ثابت ہوگا اور اگر انہون نے مجھے مخاطب کیا تو اسکے جواب مین (خواہ مین نہ بولا) میرا کوئی اور ہم مشرب تو ضرور بولیگا۔ جس اصلاح کے خیال مین آپ ہون میرے بعض احباب اسکے فکر مین ہین اور بلا اشتہار داستر ضا میری کے میری نصرت کے لئے اور میرے مقابلین کے مقابلہ کے لئے حاضر ہین۔ وہ ضرور مولوی صاحب کا جواب لکھینگے اور میری ایک نہ سُنین گے۔ آخر مولوی صاحب کو پہلے کیطرح سکوت اختیار کرنا ہوگا اِس سے یہی بہتر ہے کہ اب ہی میرے خطاب سے سکوت فرماوین اور بدون میرے تخاطب کے جو جی مین آوے شوق ظاہر کرین۔

۱۲ منہ۔ واضح ہو کہ ہم نے یہ تحریر اس غرض سے لکھی تھی کہ اگر مولوی صاحب ہمارے مضمون اشاعت مذہب اسلام مین ہمارے ساتھ شریک ہونا چاہین تو ہم بخوشی اس کام مین شریک ہونے کو تیار ہین اور اگر مولوی صاحب اس کام مین شریک ہونا نہ چاہین تو ہم کو اس کام مین مشغول رہنے دین۔ اور ہمارے مقابلہ کا قصد نہ فرماوین۔ اور ہم نے اس تحریر مین مولوی صاحب کو اس بات کی ترغیب دی تھی کہ وہ اس کام مین ہمارے ساتھ شریک ہوجا

یہ بہ آیۃ و آیات سابقہ صاف ناطق ہین کہ وحی ایسی چیز ہے جسکے حاصل کرنے کے لئے آنحضرت اپنی طبیعت کو دل کو کان کو زبان کو بکمال استغراق و استجلال متوجہ فرماتے اور بخوف فوت ہو جانے یا خیال و سمجھ مین نہ آنے یا بھول جانے کے اسکے پورے ہو لینے تک توقف و صبر نہ فرماتے۔

اس سے بشہادت مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ وحی آپ کا امر طبعی و داخلی نہ تہا بلکہ عارضی و خارجی تہا جو کسب و تعلم سے (گو ظاہری اسباب عادیہ سے نہ تہا) حاصل ہوا ہے ؛

استدلال سوم۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات مین اُن احکام و اخبار کو جو آنحضرت کو بذریعہ وحی پہنچی ہین غیب کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو انباء الغیب اور غیبہ سے تعبیر کیا ہے اور انکا مخرج حظیرۃ الغیب ٹہرایا ہے چنانچہ سورۂ جن مین ارشاد ہے۔ خدا عالم الغیب (یعنی اُن چیزون کو جو بندون کے دل سے خیال سے طبیعت سے فکر سے غایب ہین جاننے والا) ہے وہ اپنے اس غیب پر کسیکو بجز پسندیدہ رسول کے مطلع نہین کرتا

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربہم و الحاط بما لدیہم و احصی کل شیء عددا (سورۂ جن ۲۶)

قال ابن عباس فی الایۃ اعلم اللہ الرسول من الغیب الذی اوحی الیہ ما اوحی الیہم من غیبہ و ما یحکم اللہ فانہ لا یعلم ذلک غیرہ (ابن المنذر و ابن المردویہ)

وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے پہرا رکہتا ہے تاکہ وہ ظاہر جان لے کہ رسولون نے (اسکے غیب پر مطلع ہو کر ٹہیک ٹہیک) خدا کے پیغام پہنچائے ہین اور وہ سب باتون پر جو انکے خیال مین ہین احاطہ رکہتا ہے اور ہر چیز کو اُس نے گن رکہا ہے۔

حضرت ابن عباس نے اس آیۃ کی یہ تفسیر کی ہے کہ خدا تعالے نے غیب سے رسول پر وحی بہیجی ہے اور اپنے غیب سے اُن کو احکام وغیرہ جو کچہ وحی کیا یا یہ وحی کیسلئے کرائی جاتی تہا۔

اور مفسرین (جیسے امام رازی شیخ ابو السعود صاحب جلالین وغیرہم) نے بہی یہی معنی آیۃ کے بیان کئے ہین شیخ ابو السعود نے فرمایا ہے وہ عالم الغیب ہے۔ اپنے غیب پر کامل طور پر کسی کو اطلاع نہین کرتا مگر رسول کو جسکو باظہار و اطلاع بعض غیبی امور کے جو رسالت کے متعلق ہین پسند کر لیتا ہے اسلئے کہ وہ غیبی امور یا انکا علم رسالت کے اسباب و دلایل ہین جیسے معجزات۔

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا اخبر مبتدء محذوف ای ہو ای فلا یطلع علی غیبہ اطلاعا کاملا۔ الا من ارتضی من رسول ای رسولا

ارتضاہ لاظہارہ علی بعض غیوبہ المتعلقۃ برسالتہ
اما لکونہ من مبادی رسالتہ بان یکون معجزۃ
دالۃ علی صحتھا واما لکونہ من ارکانھا واحکامھا
کعامۃ التکالیف الشرعیۃ التی امر بھا المکلفون وکیفیات
اعمالھا واجزیتھا المترتبۃ علیھا فی الاخرۃ وما یتوقف
ھی علیہ من احوال الاخرۃ التی من جملتھا قیام الساعۃ
والبعث وغیر ذلک من امورہ الغیبیۃ التی بیانھا
من وظائف الرسالۃ واما ما لا یتعلق علی احد
الوجھین من الغیوب التی من جملتھا وقت قیام الساعۃ
فلا یظھر علیہ احدا ابدا قصدا احرصا من الملائکۃ
یحرسونہ من تعرض الشیاطین لما اظھر علیہ
من الغیوب المتعلقۃ برسالتہ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات
ربھم - متعلق بیسلک غایۃ لہ - ورسالات
ربھم عبارت عن الغیب الذی اریدا ظھارہ المرتضی
علیہ وضمیر ابلغوا للرصد فالمعنی لنہ تعالی یسلکھم
من جمیع جوانب المرتضی لیعلم ان الشان قد ابلغوا رسالات
ربھم سالمۃ عن الاختطاف والتخلیط - واما المرتضی
والجمع باعتبار معنی من فالمعنی لیعلم ان قد ابلغ الرسل
الوحی الیھم رسالات ربھم - (تفسیر ابوالسعود مختصراً صفحہ ۳۳۰ وغیرہ جلد
ذلک من انباء الغیب نوحیہ (آل عمران ۴۴) تلک من انباء الغیب
نوحیھا (ہود ۴۹) ذلک من انباء الغیب نوحیہ (یوسف ۱۱)

جن سے رسالت کا ثبوت ملتا ہے یا وہ احکام وارکان
رسالت ہین جیسے اکثر شرعی امور جنکا امر وارد ہے۔
اور انکی کیفیات عملیہ اور جزائین وسزائین جو ان
اعمال پر لگائی جاتی ہین اور احوال آخرت جیسے قیامت
کا ہونا وغیرہ امور جنکی تسلیم پر تسلیم نبوت موقوف ہے
ایسی ہے اور غیبی امور جنکا بیان رسالت کے فرایض سے
ہے ولیکن جو امور غیبی رسالت کے متعلق نہین ہین جیسے
وقت قیامت وغیرہ انپر خدا تعالی کسیکو مطلع نہین کرتا
اور بوقت اظہار وحی مغیبات متعلقہ رسالت کے
وہ رسول کے آگے اور پیچھے ملائکہ کو چوکیدار بنا کر
بھیجتا ہے تاکہ ان امور غیبی مین شیاطین کچھہ ملاوین
یہ اہتمام پھرے چوکی کا اسلئے ہے کہ خدا تعالی بطور
شہادت جان لے کہ خدا کے پیغامات جنسے مراد
وحی مغیبات ہین بلا مداخلت تلبیس ابلیسین بندون
کو یا رسولون کو پہنچ گئی ہین۔
اور سورۃ آل عمران وہود ویوسف وغیرہ مین جابجا
بہ نسبت ان قصص واخبار کے جو آنحضرت کو بذریعہ وحی
معلوم ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ یہ غیب کی خبرین ہین جنکو ہم
تیری طرف وحی کرتے ہین۔
اس قسم کی آیات سے بشہادت مقدمہ ثالثہ صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وحی آنحضرت کا طبعی ورداخلی امر نہین ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اسکا مخرج آنحضرت کی طبیعت یا ذات یا دل یا خیال نہین ہے جنکو آنحضرت سے کمال حضور کی نسبت ہے اور انکی ایجادات و مضافات کو شہودی و حضوری کہنا واجب ہے۔

اور اگر وحی داخلی و طبعی امر ہوتا اور جو کچھ (اخبار و احکام) بذریعہ وحی آپ پر کھلے ہین آنحضرت کے دل یا طبیعت ہی سے اُٹھتے تو انکو غیبی ہرگز نکہا جاتا۔

افسوس آنزایل صاحب نے وحی و الہام غیر انبیا (کسی علم کے علما یا کسی ہنر کے صناع) کو تو غیبی کہا چنانچہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۵۹ کلام جناب متضمن اس امر کا گذرا مگر وحی انبیا کی نسبت آپ سے یہ اقبال نہ ہو سکا بلکہ وحی انبیا کو آپ نے وحی علما کے مقابلہ مین صرف طبعی امر قرار دیا۔ اور ان آیات و دلایل سے آنکھ کو بند کر لیا

استدلال چہارم

(جو بنسبت استدلال سابقہ بہت سہل و عام فہم و بہت واضح ہے اور اسکی صحت مقدمات سابقہ پر موقوف نہین ہے)

دین محمدی سے بداہتہً و تواتراً معلوم ہے اور قرآن و حدیث و سیر و تواریخ سے بخوبی ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی عمر شریف کے چالیسوین سال کے اخیر مین دعوی بعثت و نبوت و نزول وحی کیا اور قرآن و احکام حلال و حرام کو کتاب اللہ و احکام الہی بتایا اس سے پہلے نہ آپ کتاب اللہ کو جانتے نہ ایمان کو حسب تفصیل و شرائط شرعیہ پہچانتے سو بدو شعور سے چالیسوین برس تک صدہا اقوال و افعال طبعی (متعلق معاشرت و اخلاق) کا آپ سے صدور ہوا مگر کسی قول کو آپنے کلام خدا نہین فرمایا اور نہ کسی فعل کو فعل یا تعلیم یا حکم الہی بتایا۔ باوجودیکہ آپکے اقوال و افعال حد کمال طبعی و عقلی کو پہونچ چکی تھی اور عقل کامل و طبع سالم کے مطابق وقوع مین آتے حتی کہ اس عقل و کمال کے سبب آپ مرجع خلایق تھی اور مقدمات و معاملات ملکی و اخلاقی مین فیصل خصومت کیا کرتے لوگون مین بلقب امین ملقب تھے اور حق گوئی مین مشہور آفاق۔ عام لوگ آپکی اقوال و افعال کو عقل و طبیعت انسانی کے موافق سمجھتے اور دل سے اُن کے موافقت و متابعت پسند کرتے۔ یہانتک کہ چالیسوین برس آپنے نبوت و بعثت و وحی کا دعوی کیا اور خدا کی طرف سے نزول قرآن و احکام کا اظہار فرمایا اور احکام و نصایح کو خدا کیطرف سے بتایا۔ تب سرداران قریش نے باوجودیکہ پہلے سے آپکو سچا جانتے اور آپکی طبعی و عقلی باتون کو بدل مانتے آپ کو جھٹلایا اور اس دعوی مین آپکو معاذ اللہ مجنون و مفتری ٹھہرایا اس سے صاف یقینی

طور پر **ثابت** ہوتا ہے کہ وحی امر طبعی سے علاوہ و علیحدہ چیز ہے اگر وہ منجملہ امور طبعی ہوتی اور اُسکو خدا کی طرف منسوب کرنے اور خدا کی طرف سے ٹھہرانیکی یہی وجہ تھی کہ خدا نے اُسکی مخزن و مخرج یعنی طبیعت کو پیدا کیا ہے تو لازم تھا کہ اسکی ہمجنس اُن امور طبعی کو (جو قبل زمانہ بعثت و نبوت آنحضرت سے متعلق اخلاق سرزد ہوئے ہین) نیز آپ وحی و حکم و کلام الہی ٹھہراتے۔ اور یہ دعوی نبوت و وحی و رسالت تب ہے ہی کرتے جب سے اُن امور طبعی کا آپ سے صادر ہونا شروع ہوا تھا۔ کیا چالیس برس کے پہلے آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق سرزد نہین ہوا؟ اور اگر ہوا ہے تو پھر کیا آنحضرت نے کبھی پہلے بھی کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو خدا کی طرف نسبت کیا؟ اور اسمین نزول وحی و کلام الہی کا دعوی کیا؟ **مین یقین** کرتا ہون کہ کوئی مسلم یا عاقل یہہ دعوی نہین کرسکتا کہ قبل زمانہ بعثت آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق سرزد نہین ہوا اور یہہ کہہ سکتا ہے کہ چالیس برس کے پہلے بھی آنحضرت نے اپنے کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو حکم الہی ٹھہرایا ہے اور اسمین وحی یا کلام الہی کے نازل ہونیکا دعوی کیا ہے۔

اور نیز اگر وحی امر طبعی ہوتا اور صرف اُسکے طبعی ہونیکی نظر سے اُسکو خدا کی طرف سے کہا جاتا تو صنادید (سرداران) قریش و عامہ عرب و عجم کی طرف سے اسکی مجانب اللہ ہونیسے انکار نہ پایا جاتا اور اس دعوی مین آنحضرت کو معاذ اللہ مجنون و مفتری کوئی نہ کہتا اسلئے کہ اگر کوئی کسی امر طبعی کو اس نظر سے کہ خدا نے اُسکو پیدا کیا اور طبیعت مین داخل کردیا ہے خدا کی طرف نسبت کرتا ہے اور اُسکو خدا کا الہام بتاتا ہے تو اُسکو کوئی عاقل جھوٹا و مفتری نہین کہتا اور اس معنی کر اس امر کی خدا کیطرف سے ہونے مین کوئی شک نہین لاتا۔

تمثیلات

دیکھو بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ پینے لگ جاتا ہے تو اُسکو کہا جاتا ہے کہ خدا تعالی اُسکو دودھ پینا سکھاتا ہے اور جب وہ باتین کرنے لگتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اُسکے دل مین باتین القا کرتا ہے۔

(۲) جب مچھلی پانی مین تیرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اُسکو تیرنے کا القا کرتا ہے۔

(۳) شہد کی مکھیان درختون اور پہاڑون مین گھر بناتی ہین اور شہد بنانیکے لئے درختون کے پتے کہانے جاتی ہین تو وأوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا اُنکی نسبت خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ان باتون کا ہمنے انکو الہام

ومن الشجر ومما یعرشون ثم کلی الخ (نحل ع ۸)

کیا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ہزارون بلکہ لاکہون مواضع مین امور طبعی کو خدا کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اور الہام طبعی کو مانا جاتا ہے پہر کوئی کسیکو ان دعاوی الہام طبعی مین کاذب ومفتری نہین کہتا۔

پس آنحضرت اگر الہام طبعی کا دعوی کرتے اور بنظر طبعی ہونے وحی کے اُسکو خدا کی منسوب کرتے تو صنادید قریش وغیرہ عرب وعجم ہرگز ہرگز آنحضرت کو جہوٹا ومفتری نکہتے بلکہ سراسر صادق وحق گوئی سمجہتے اور سابق سے بڑہکر آنحضرت صلعم کے مطیع وفرمان بردار ہو جاتے۔

الحاصل آنحضرت کا چالیس برس کے عمر تک صدہا امور طبعی مین دعوی وحی والہام نکرنا اور چالیس سال کے بعد اس دعوی کرنے پر عرب کا انکو جہٹلانا صاف صاف یقین دلاتا ہے کہ وحی امر طبعی نہین ہے نہ آنحضرت نے اُسکے طبعی ہونیکا دعوی کیا ہے نہ عامہ مخاطبین (منکرین وقائلین) نے اسکو بمعنی الہام طبعی سمجہا ہے۔

اس بیان کے موید وان مقدمات کے مصدق بہت سے آیات قرآنیہ وحدیث نبویہ وواقعات تواریخیہ ہمارے خیال مین موجود ہین ازانجملہ چند آیات وآحادیث وواقعات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

سورۂ **یونس** مین ارشاد ہے کہتے ہین جو ہمارے ملنے کی امید نہین رکہتے اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آ۔ یا اسی مین کچہہ اول بدل کر دے تو کہہ دے مجہے لائق نہین کہ مین اُسکو اپنے جی سے بدلون مین تو اُسیکا پیرو ہون جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے مجہے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے اگر مین خدا کی نافرمانی کرون (اور) تو کہدے خدا چاہتا تو مین قرآن تمکو نہ پڑہ سناتا اور تمہین نہ معلوم کراتا مینے تو اس سے پہلے تم مین عمر کاٹی ہے تم اُسکو نہین سمجہتے۔

قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ہذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (یونس ع ۲)

یعنی مینے تم مین ایک عمر کاٹی ہے اور ہمیشہ اپنے دل عقل خیال وطبیعت کی باتین تم سے کرتا رہا پہر کبہی ان باتون کو خدا کی طرف نسبت نکیا اور نہ نبوت کا دعوی کیا اگر مین دل کی باتون کو خدا کی باتین ٹہرانے والہ ہوتا تو پہلے بہی کبہی کسی دل کی بات کو خدا کی طرف منسوب کرتا پہر جو بات اب مجہے خدا نے بتائی ہے اور اسمین مجہہ پر وحی نازل کی ہے

اُسکو مین اپنے جی کی بات سے کیونکر بدل سکتا ہون اور اس دل کی بناوٹ کو خدا کی بات کیونکر کہہ سکتا ہون۔

اور سورہ **قصص** مین ارشاد ہے تجھے کچھہ امید نہ تہی کہ تیری طرف کتاب القا کیجائیگی یہہ تو ہمنے اپنی رحمت سے

وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک فلا تکونن ظہیرا للکافرین ولا یصدنک عن ایات اللہ بعد اذ انزلت واجع الی ربک (عنکبوت ۹۶)

نازل کی ہے۔ سو تو کافرون کا مددگار نہ بن۔ اون کو خدا کیطرف بلائیو انکے کہنے سے خدا کی آیتون سے رک نہ جائیو

یعنی یہہ کتاب تیرے دل پر ہمنے اتاری ہے تیرے دل یا طبیعت کی بناوٹ نہین ہے تیرے دل یا طبیعت کی اگر بناوٹ ہوتی تو تجھے اپنی طبیعت کے بہروسہ اسکی طبیعت سے القا ہونیکی امید ہوتی جیسے شاعر یا کسی اور صاحب طبیعت کو اپنی طبیعت کے بہروسہ شعر وغیرہ کے بنالینیکی امید ہوتی ہے پہر وہ امید وقوع مین آتی ہے۔

اور سورہ **زخرف** مین ارشاد ہے۔ اسیطرح ہمنے تیری طرف اپنے حکم سے وحی بہیجی ہے جو دلون کو زندہ کرنے

وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا (شوری ۵۶)

والی ہے تجھے کچھہ خبر نہ تہی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا اسکو تو ہمنے نور بنادیا جس سے ہم ہدایت کرتے ہین جسکو چاہتے ہین۔

یعنی کتاب و ایمان جسکا اب تجھے چالیس سال کے بعد القا و الہام ہوا ہے ہماری طرف سے ہی یہہ تیری ساخت اور طبعزاد نہین ہے تجھے تو اس کتاب و ایمان کی نبوت سے پہلے کچھہ خبر نہ تہی۔

بخاری و مسلم و ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم چالیس سال کو پہنچکر نبی ہوئے ہین

عن ابن عباس قال انزل علی رسول اللہ صلعم وھو ابن اربعین فاقام بمکۃ ثلثۃ عشر سنۃ وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلث وستین رواہ الترمذی وللشیخین بعثہ علی اربعین سنۃ ولمسلم اقام رسول اللہ بمکۃ ثلث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا ومات وھو ابن ثلث وستین۔

اور چالیسوین سال کے سرے پر وحی شروع ہوئی پہر دس یا پندرہ سال مکہ مین وحی آتی رہی اور دس برس مدینہ مین اور عمر شریف تریسٹھہ سال کی تہی۔

قاضی **عیاض** وغیرہ عامہ اہل سیر و تواریخ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت و دعوی

فصل۔ واما عدلہ صلعم وامانتہ وعفتہ وصدق لہجتہ فکان صلعم امن الناس واعدل الناس واعف الناس

نبوت صدق و امانت مین مشہور تہے لوگ آپ سے مقدمات اور مشکل امور مین فیصلہ کراتے ابو اسحاق نے

واصدقه لعجمة منذ كان - نعترف له بذلك محمد
وكان يسمى قبل نبوة الامين قال ابو سفيان كان يسمى
الامين لما جمع الله فيه من الاخلاق الصالحة -
ولما اختلف قريش وتحازبت عند بناء الكعبة فمن
يضع الحجر حكموا اول داخل عليهم فاذا النبي صلعم
داخل وذلك قبل نبوته فقالوا هذا محمد هذا
الامين قد رضينا به - وعن الربيع بن خثيم كان
يتحاكم الى رسول الله صلعم في الجاهلية قبل الاسلام
وقيل ان الاخنس بن شريق لقي ابا جهل يوم البدر
فقال له يا ابا الحكم ليس هنا غيري وغيرك يسمع
كلامنا فخبرني عن خبر محمد صادق ام كاذب فقال
ابو جهل والله ان محمدا لصادق وما كذب محمد قط
وقال النضر بن الحارث لقريش قد كان محمد
فيكم غلاما حدثا ارضاكم فيكم واصدقكم حديثا واعظمكم امانة حتى اذا رايتم
في صدغيه الشيب وجاءكم بما جاءكم به قلتم ساحر
لا والله ما هو بساحر -

کہا ہے کہ آنحضرت کو امین کہا جاتا اسسے ہے کہ خدا نے
تمین اخلاق حمیدہ کو اکٹھا کر دیا تھا جب آنحضرت کے زمانہ
مین کعبہ منہدم ہوگیا اور قریش نے دوبارہ بنانا چاہا تو اس
مین کس کے ہاتھ سے رکھی جاوے انکا اختلاف ہوا
پھر بطور قرعہ اسپر اتفاق ہوا کہ جو پہلے اسوقت باہر سے آوے
وہی اسکی بنا کرے ناگاہ آنحضرت آئے تو سبھی بول اٹھے
یہ محمد یا یہ امین ہے ہم اسکے ہاتھ سے بنا رکھنے مین راضی ہین
ربیع ابن خثیم نے روایت کی ہے کہ اسلام سے پہلے آنحضرت کی
طرف مقدمات فیصلہ کرانیکو لائے جاتے - اخنس بن شریق
(منافق مدینہ) ابوجہل سے بدر کے دن ملا تو اس سے کہنے
لگا ای ابا الحکم (ابوجہل کے کنیت ہے) یہان تیرے اور میرے
سوا اور کوئی نہین ہے کہ ہماری باتین سنے - مجھے تو محمد کا حال
بتا دے کہ یہ جھوٹ بولنے والا آدمی ہے یا سچ کہنے والا
ابوجہل بولا خدا کی قسم یہ سچا ہے اس نے کبھی جھوٹ نہین بولا -
نضر بن حارث نے کفار قریش سے کہا محمد تم لوگون مین چھوٹا
لڑکا تھا تم مین پسندیدہ اور بات کہنے مین سچا اور بڑا امانتدار
پھر جب اسکی کن پٹیون مین سفید بال معلوم ہونے لگے اور
وہ تمہارے پاس وہ دین لایا جو لایا تو تمنے اسکو جادوگر کہدیا بخدا وہ تو جادوگر نہین ہے -

بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے کہ ہرقل (شاہ روم) نے ابوسفیان سے جب وہ آنحضرت کا دشمن تھا،

عن ابی سفیان ان هرقل قال له وسالتك هل كنتم
تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت

آنحضرت کا حال پوچھا کہ تم لوگ دعوی نبوت سے پہلے
اسکو جھوٹا کہتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ نہین تب ہرقل نے

ان لا فقد اعرف انه لم یکن لیذر الکذب علی الناس ویکذب علی الله (صحیح بخاری مختصراً)

کہا کہ جو لوگون پر جہوٹ نہ بولے تو وہ خدا پر کیونکر جہوٹ باندہ سکتا ہے یعنی خلاف واقعہ کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے مجہے نبی کیا ہے

ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے آنحضرت سے کہا ہم تجہے تو جہوٹا نہین جانتے بلکہ ان باتون کو

عن علی ان ابا جهل قال للنبی صلعم انا لا نکذبک ولکن نکذب ما جئت به فانزل الله فانهم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات یجحدون (جامع الترمذی ص۱۴۸ جلد ۲)

جہوٹا جانتے ہین جو تو اب لیکر آیا ہے جس پر خدا تعالی نے یہہ قول نازل فرمایا کہ اے نبی یہہ تجہے جہوٹا نہین جانتے پر (یہہ) ظالم خدا کی آیتون سے انکار کرتے ہین۔

تفسیر کبیر مین اس آیت کے یہہ معنی بیان کئے ہین کہ یہہ لوگ تجہے جہوٹا نہین کہتے۔ اسلئے کہ تجہے ایک زمانہ

والوجه الثانی فی تاویل الآیة انهم لا یقولون انک انت کذاب لانهم جربوک الدهر الطویل والزمان المدید فما وجدوا منک کذبا البتة وسموک بالامین فلا یقولون فیک انک انت کاذب ولکن جحدوا صحة نبوتک ورسالتک اما لانهم اعتقدوا ان محمدا عرض له نوع خبل ونقصان فلاجله تخیل من نفسه کونه رسولا من عند الله وبهذا التقدیر لا ینسبونه الی الکذب او لانهم قالوا انه ما کذب فی سائر الامور بل هو امین فی کلها الا فی هذا الوجه الواحد

طویل آزما چکے ہین پہر تیرا کوئی جہوٹہ معاینہ نہین کئے اور تیرا نام امین رکہہ چکے ہین اب تجہے جہوٹا نہین کہہ سکتے ولیکن تیری نبوت کی انکاری ہین یہہ سمجہتے ہین کہ اسکو کسی قسم کا جنون ہو گیا ہے جسکے سبب اپنے تئین خدا کی طرف سے رسول خیال کرنے لگا ہے یا یہہ کہتے ہین کہ یہہ اور باتون مین تو امین ہے صرف اس دعوی نبوت مین جہوٹا ہے۔

اسی نظر سے کہ وہ لوگ رسول کو امین و صادق جانتے اور قبل نبوت جملہ امور مین آپکی صدق پہچان چکے

لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین - آل عمران ع ۱۷

تہے اللہ تعالی نے انکو اپنا احسان جتایا اور فرمایا ہے خدا نے مومنون پر احسان کیا جبکہ انمین ایسا رسول بہیجا جو ان ہی مین سے ہے وہ انپر خدا کی آیتین پڑہتا ہے اور انکے عقاید کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکہاتا ہے اور وہ بیشک اس سے پہلے ظاہر ہبول مین تہے

اس آیت کی تفسیر مین امام رازی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم ان کے شہر مین پیدا ہوئے اور ان

قوله من انفسهم واعلم ان وجه الانتفاع بهذا من

مین ہی نشو و نما پائی و آنحضرت کے احوال و اقوال

وجوه الاول) انه عليه السلام ولد في بلدهم ونشأ فيما بينهم وهم كانوا عارفين باحواله مطلعين على جميع افعاله واقواله فما شاهدوا منه من اول عمره الى آخره الا الصدق والعفاف وعدم الالتفات الى الدنيا والبعد عن الكذب والملازمة على الصدق ومن عرف من احواله من اول العمر الى آخره ملازمة الصدق والامانة وبعده عن الخيانة والكذب ثم ادعى النبوة والرسالة التي يكون الكذب في مثل هذه الدعوى اقبح انواع الكذب يغلب على ظن كل احد انه صادق في هذه الدعوى (الثاني) انهم كانوا عالمين بانه لم يتلمذ لاحد ولم يقرأ كتابا ولم يمارس درسا ولا تكرارا وانه الى تمام الاربعين لم ينطق البتة بحديث النبوة والرسالة ثم انه بعد الاربعين ادعى الرسالة وظهر على لسانه من العلوم ما لم يظهر على احد من العالمين ثم انه يذكر قصص المتقدمين واحوال الانبياء الماضين على الوجه الذي كان موجودا في كتبهم فكل من له عقل سليم علم ان هذا لا يتأتى الا بالوحي السماوي والالهام الالهي۔ (تفسیر کبیر ص ۱۳ جلد ۳)

وافعال جانتے تھے انہوں نے آنحضرت کا ابتدا عمر سے آخر تک بجز صدق وعفت وترک التفات بسوئے دنیا دوری از کذب وملازمت صدق کے کچھ نہ دیکھا اور جس شخص کے حالات مدت عمری سے راستبازی وامانت داری کو لازم پکڑتا اور جھوٹ وخیانت سے دور رہنا معلوم ہو پھر وہ نبوت ورسالت کا دعوی کرے جس میں جھوٹ بولنا سب سے کذب سے برا ہے اسکی نسبت ہر کسی کا یہی ظن ہوتا ہے کہ اس دعوی میں سچا ہے۔ وجہ دوم یہ کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت کسی کے شاگرد نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کوئی کتاب پڑھی اور نہ تکرار میں رہے ہیں اور چالیس سال عمر تک کبھی رسالت ونبوت کی بات نہیں بولے پھر چالیس سال بعد مدعی رسالت ہوئے ہیں اور انکی زبان سے ایسے علوم ظاہر ہوئے ہیں جو تمام جہان میں کسی سے نہیں ہوئے اور انہوں نے پہلے لوگوں کے قصہ اور انبیاء گذشتہ کے حالات ایسے بیان کئے ہیں جو انکی کتابوں میں موجود ہیں ایسی شخص کی نسبت ہر صاحب عقل سلیم یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ جو کہتا ہے بجز وحی والہام الہی نہیں کہتا۔

یہہ آیات وروایات وتاریخی واقعات مضمون استدلال چہارم کے پورے موید ہیں اور صاف مظہر کہ جناب رسول اللہ صلعم چالیسویں سال عمر سے پہلے طبعی کمالات کو پہنچ چکے تھے۔ وحق گوئی وراست بازی ومکارم اخلاق میں شہرہ آفاق تھے۔ باایں ہمہ آپنے پہلے کبھی کسی طبعی وعملی یا اخلاقی بات کو خدا کیطرف منسوب نہیں کیا اور نہ کسی امر حق کے بتانے یا سکھانے یا بجالانے میں خدا کی نیابت وسفارت ورسالت کا دعوی کیا چالیس سال کے بعد دعوی رسالت ونبوت کیا اور مکارم اخلاق کو خدا کی طرف سے بتایا جس پر منکرین نے آپکو مجنون ومفتری ٹھہرایا۔ اگر آپکا دعوی رسالت

و نبوت بنظر طبعی ہونے امور رسالت کے ہوتا تو لازم تھا کہ چالیسویں سال عمر کے پہلے (جیسے امور طبعی و اخلاقی کا آپ سے صدور ہونے لگا تھا) یہ دعوی کیا جاتا اور اس دعوی پر کوئی عاقل آپ کو نہ جھٹلاتا آئندہ ان باتوں کے سمجھنے کے لئے خدا تعالی کی توفیق رفیق چاہیئے۔ فمن لم یجعل اللہ نورا فما لہ من نور۔

استدلال پنجم

(جو شکل استدلال چہارم عام فہم ہے۔ اور مقدمات سابقہ پر موقوف نہیں)

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلعم کو چالیسویں سال عمر کے بعد بعثت و نبوت حاصل ہوئی ہے اور قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم و حضرت یحیی و حضرت عیسی علیہم السلام کو اوائل عمر میں نبوت عطا ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کی نسبت قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو

ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین (انبیاء ع ۵)	پہلے سے یعنی بچپن سے ہدایت یعنی نبوت عطا کی تھی اور ہم اسکے اہلیت سے واقف تھے۔ اور حضرت یحیی کے حق میں فرمایا ہے ہمنے اسکو بچپن میں حکم یعنی منصب نبوت عطا کیا ہے۔
یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا۔ (مریم ۱۲)	
الحکم النبوۃ صبیا ابن ثلث سنین (جلالین)	

تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت یحیی کو تین برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ خدا نے

فان اللہ تعالی احکم عقلہ فی صباہ واوحی الیہ وذلک لان اللہ تعالی بعث یحیی وعیسی علیہما السلام وھما صبیان لاکما بعث موسی ومحمد علیہما السلام وقد بلغا الاشد۔ (تفسیر کبیر ص جلد ۵)	بچپن میں یحیی کی عقل مضبوط کر دی اور انکی طرف وحی بھیجی خدا نے انکو اور حضرت عیسی کو بچپن میں نبی کیا نہ جیسا کہ محمد و موسی علیہما السلام کو سن شباب کے پورے ہونے پر بعد نبی کیا۔

و حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ ان کو مریم علیہا السلام اٹھا لائی تو لوگوں نے کہا بے شک یہ تو

فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان	بہتان لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (حضرت) مریم نے (حضرت) عیسی کیطرف اشارہ کیا وہ بولے

فی المھد صبیا۔ قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیًا۔ (مریم ۲۶)	ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے عیسیٰ نے جواب دیا مین خدا کا بندہ ہون خدا نے مجہے کتاب دی ہے اور مجہے نبی کر دیا ہے۔

اس **تفاوت** اوقات بعثت ان حضرات سے ثابت ہوتا ہے کہ وحی غیبی وخارجی امر ہے طبعی وداخلی نہین طبعی ہوتا تو سبہی انبیاء کی بعثت کا ایک وقت اور ایک دستور ہوتا چنانچہ اور امور طبعی مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ **دیکھو** مچھلیون کے لئے تیرنا امر طبعی ہے تو یہہ تیرنا اُن سے یکسان اوقات مین سرزد ہوتا ہے ایسا کہین دیکہا یا سنا نہین گیا کہ کوئی مچھلی ایک وقت عمر مین تیرنے لگی کوی اس سے چار برس پیچہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

اور **خود بدولت** بہی تفسیر پُر تزویر مین فرما چکے ہین کہ نبوت انبیاء کے دل ودماغ کی بناوٹ سے تعلق رکہتی ہے اور بناوٹ کا یکسان ہونا اس تمثیل سے بیان فرما چکے ہین کہ جس بناوٹ کی کہوپری ایک قاتل بے رحم کی ہوگی اسی بناوٹ کی کہوپری دوسرے قاتل کی ہوگی۔ چنانچہ اصل عبارت جناب نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۰ منقول ہو چکی

اب اگر یہہ فرماوین کہ نبوت خاصہ نوعی نہین اور اُسکو نوع انبیاء سے یکسان تعلق نہین بلکہ یہہ شخصی امر ہے جسکو ہر ایک کے نیچر سے جدا جدا تعلق ہے پس نیچر مین جس قدر استعداد وملکہ نبوت تہا اُسی قدر اُسکا اثر ظاہر ہوا جسکے نیچر مین نقصان تہا اُسکا ظہور اثر پذیر ہوا اور جسکے نیچر مین ملکہ نبوت پورا وکامل وقوی تہا اُسکا اثر جلد ظہور مین آیا۔

تو یہہ بات کسی پابند مذہب (محمدی یا یہودی یا نصرانی) کے نزدیک لایق جواب نہین۔ کوئی مسلمان یہہ نہین کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت عیسیٰ ناقص رکہا گیا تہا اسلئے انکو چالیس سال کے بعد منصب نبوت عطا ہوا اور کوئی یہودی یا نصرانی یہہ نہین کہہ سکتا کہ حضرت موسیٰ کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت یحییٰ ناقص رکہا گیا تہا اسلئے انکو حضرت یحییٰ کے نسبت بدیر نبی کیا گیا۔

اور یہہ مقام مذہب سے آزاد ہو کر گفتگو کرنے کا نہین ہے بلکہ بہ پابندی مذہب اسلام بیان حقیقت نبوت کا مقام ہے اور مذہب اسلام یہی شہادت دیتا ہے کہ آنحضرت صلعم سب نبیون سے کامل درجہ کی نبوت دئے گئے ہین چنانچہ حدیث بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنًا فقرنًا۔ وحدیث انا سید ولد آدم۔ وحدیث لم یصدق نبی مدالانبیاء ما صدقت

† (۱) یعنی مین ہر زمانہ کی بہترین خلایق سے مبعوث ہوا ہون۔ (۲) مین تمام بنی آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا اور یہہ فخر سے نہین کہتا۔

(۳) جس قدر مجہے لوگون نے مانا ہے کسی نبی کو نہین مانا۔

وحدیث فضلت علی الانبیاء بست۔ وحدیث انّ اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال وحدیث اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبہم۔ وحدیث ابن عباس ان اللہ فضل محمداً علی الانبیاء علی اہل السماء وغیرہ اس شہادت سے ناطق ہین۔

ان استدلات نمبر ۳ سے شرعی فیصلہ بنسبت بیان حقیقت وحی پورا ہوا اور ثابت ہوا کہ وحی قسم اول ہو خواہ قسم دوم نبی کا امر طبعی و داخلی نہین ہے جسکا فیضان والقاء صرف طبیعت نبی سے ہوا ہو بلکہ غیبی وخارجی ہے جسکا نزول عالم بالا اور خزینۃ الغیب اور اس مبدء فیاض سے ہے جو ذات نبی بلکہ جملہ مخلوقات سے علیحدہ وخارج وقایم بالذات ہے اور سنجوبی معلوم ہوا کہ اس باب مین جو کچھ مسلمانون کا اعتقاد ہے وہی اسلام مین محقق اور خدا اور رسول کے نزدیک حق ہے گو جناب مخاطب اسکو حق نہ جانین اور اپنی تحقیق کو خدا اور رسول کی تحقیق سے بہتر سمجھکر خدا اور رسول کی مخالفت نکالین اور تہدید قل اتعلمون اللہ بدینکم اور تخویف فماذا بعد الحق الا الضلال کو پس پشت ڈالین۔ مسلمانون کو چاہیے کہ خدا اور رسول کی بات کے مقابلہ مین انکی ایک مانین اور کسکے دام تزویر و تاویل سے ایمان کو سنبھالین۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

بیان حقیقت اصل سوم

(یعنی ایمان بکتاب اللہ)

قرآن کی نسبت مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کتاب بعینہ بلفظہ و بنظمہ آسمان سے نازل ہوئی جو کچھ جبرئیل امین کو رب العزت سے وحی ہوا وہ جبرئیل امین نے آنحضرت صلعم کے دل پر وحی کیا حضرت جبرئیل کی صورت کو آنحضرت نے آنکھون سے دیکھا حضرت جبرئیل امین کا قول آنحضرت کے کانون نے سنا دل نے سمجھا زبان نے پڑھ سنایا تیئیس سال کے عرصہ مین یہ سلسلہ تعلیم وتعلم کا ختم ہوا جس قدر حضرت جبرئیل سال بھر مین آنحضرت کو سکھاتے اور پڑھاتے آخر سال مین ماہ رمضان اسکا دور کر جاتے۔ جس سال آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا اس سال دو دفعہ جبرئیل نے

---

(۴) مجھکو خدا نے تمام نبیون پر چھ چیزون مین بزرگی دی ہے پہر اُن کا شمار کیا تو از انجملہ عموم دعوت (جو لوازم خاصہ نبوت سے ہے) اور ختم رسالت کو شمار کیا (۵) خدا نے مجھکو اچھے اخلاق اور بہتر افعال کے پورا کرنے کے لیے بھیجا ہے (۶) قیامت کے دن مین نبیون کا امام ہونگا (۷) حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت کو تمام نبیون اور آسمان والون پر بزرگی دی ہے پہر اسکا ثبوت مین آیہ قرآن کو پیش کیا جسمین عموم

† کیا تم خدا کو بتا دین سکھاتے ہو۔ ‡ حق کے بعد بجز گمراہی اور کیا ہے۔

آنحضرت سے قرآن کا دور کیا جس سے آنحضرت نے جان لیا کہ بس اب میرے کوچ کا وقت آگیا۔ اس قرآن مین کوئی لفظ اور کوئی حرف آنحضرت کی طرف سے نہین ہے اور آنحضرت کے دل کو دماغ کو طبیعت کو نفس کو اسکی نظم و ترتیب و تالیف مین اس سے زیادہ دخل نہین ہے جسقدر کہ آئینہ مصقل کو شعاع آفتاب کی قبول کرنے اور دوسری چیز پر اس شعاع کو پہنچانے مین یا صفحہ قرطاس کو نقوش الفاظ کے منقش ہونے مین دخل ہوتا ہے۔

اور اس اعتقاد پر جو شہادت کتاب دست مین پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ مین بصفحات ۲۶۵ و ۲۶۷ و ۲۸۴ و ۲۹۳ و ۳۰۶۔ اور نمبر ۱۱ مین بصفحہ ۳۲۹ و ۳۴۰ گذرا جسکا اعادہ ضروری نہین از انجملہ آیۃ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی جو بصفحہ ۳۲۹ منقول ہے اس بات پر نص صریح ہے کہ یہ کتاب آنحضرت کے نفس (جسمین طبیعت دل و دماغ خیال سبھی آجاتے ہین) کی بنا پر نہین ہے ایسی ہی دوسری آیۃ مین تصریح ہے کہ یہ نبی ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ نجم ۱۲۔ اپنی خواہش (نفس) سے نہین بولتا جو یہ خدا کیطرف سے بیان کرتا ہے وہ وحی ہے جو اسکی طرف وحی کی گئی ہے۔ اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے جب ہم ایک آیت دوسری آیۃ کے بدلہ

واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق الخ۔ (نحل ۱۴)	لاتے ہین اور ہم خوب جانتے ہین جو اتارتے ہین تو منکر کہتے ہین تو اپنے پاس سے بناتا ہے تو کہدے اسکو تو روح القدس (جبرئیل) نے خدا کیطرف سے اتارا ہے یعنی میرے نفس یا طبیعت یا خیال نے از خود نہین بنالیا۔

اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے کہ جو (ولید بن المغیرہ) کہتا ہے کہ یہ قرآن جادو ہے پہلون سے چلا آتا۔ یہ بشر کا قول ہے اسکو ہم شتابہ دوزخ مین داخل کرین گے۔

فقال ان ھذا الا قول البشر سأصلیہ سقر (مدثر ۱۴)	

اور بہت سی آیتون مین تکرار ارشاد ہوا ہے۔ کہ اس کتاب کا اتارا خدا کی طرف سے ہے جو جاننے والا حکمت والا رحم والا ہے۔

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم۔ زمر۔ مومن۔ جاثیہ

اس ایک ہی مضمون کو بار بار اسلئے فرمایا کہ منکر (نیچریون کے ہم مشرب) بار بار کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلعم نے از خود بنالیا ہے اور ایک آیت مین ارشاد ہے ہمنے قرآن ایک مبارک رات مین اتارا ہے۔ دوسری آیۃ مین اسی کا نام

انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین (دخان ۱) انا انزلنہ فی لیلۃ القدر (سورۃ القدر ۱)	

یہہ ابتدا نزول کا ذکر ہے اور تمام قرآن آنحضرت پر یکبارگی نہین اُترا بلکہ سورۃ سورۃ تیئیس سال مین نازل ہوا چنانچہ ایک آیۃ مین ارشاد ہے۔ منکر کہتے ہین (کہ اگر قرآن خدا کی طرف سے تہا) تو سبہی اکٹہا کیون نہ اُترا۔ تو کہدے

وقال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ فرقان ۳۶

ایسا ہی تہوڑا تہوڑا نازل کرنا مناسب تہا تاکہ تیرے دلکو تہوڑا تہوڑا سیکہنے سے مضبوط کردین اور اسیواسطے ہمنے اسکو تجہہ پر بسہولت پہنچایا

اور اس مدت نزول کے تیئیس سال سے تحدید بصفحہ ۳۴۰ ہو چکی ہے اور ہر سال ایک دفعہ اور سال وفات مین دو دفعہ بماہ رمضان آنحضرت کا جبرئیل امین سے قرآن کا دور کرنا احادیث ذیل مین وارد ہے۔ حضرت ابن عباس سے

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔

روایت ہے کہ آنحضرت سب لوگون سے بڑہکر سخی تہے اور اپنے سبہی وقتون سے زیادہ سخی رمضان مین ہوتے جبکہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا درس کرتے۔

وعن عائشۃ عن فاطمۃ ان النبی صلعم اسر الیہا ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی العام مرتین ولا اراہ الا حضر اجلی صحیح بخاری ص ۳ (۵۱۲)۔

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اپنی لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا سے خفیۃً فرمایا کہ جبرئیل ہر سال ایکدفعہ مجہہ سے قرآن کا تکرار کیا کرتے اس سال دو دفعہ تکرار کیا جس سے مینے جان لیا کہ اب میری اجل آگئی ہے

ان آیات واحادیث مین جو تاویل وتسویل جناب مخاطب عمل مین لاتے ہین اسکا جواب عقلاً ونقلاً بضمن بیان حقیقت اصل دوم بخوبی ادا ہوا ہے اور اُنکے پاس اس بات کا کوئی جواب نہین ہے کہ اگر یہہ قرآن آنحضرت کی طبیعت کا ایجاد ہوتا تو اسکی نسبت یہہ نہ کہا جاتا کہ یہہ آنحضرت کے نفس یا جی سے نہین ہے اگر وہ یہہ جواب دین کہ طبیعت نبویہ کا فعل حقیقۃً خدا کا فعل تہا اس لئے کہا گیا کہ یہہ آنحضرت کے جی سے نہین ہے خدا کی طرف سے ہے تو یہہ محض مغالطہ ہے اسلئے کہ اگرچہ طبیعت کا فعل حقیقۃً خدا کا فعل ہے مگر بظاہر اسکا صدور طبیعت سے ہوتا ہے لہذا اسکو طبیعت کیطرف نسبت کرنا کذب وخلاف واقعہ نہین ہے چنانچہ جملہ اشیاء کو جو کسی سبب سے ہوتی ہین ظاہری سبب کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اگرچہ اُن کا فاعل حقیقی خدا تعالی ہے۔

دیکہو آگ کی جلی چیز کو کہا جاتا ہے کہ آگ نے اسکو جلایا ہے کوزہ گلی کے نسبت کہا جاتا ہے کہ کہمار نے اسکو بنایا اگرچہ

درحقیقت اس چیز کے جلانیوالہ اور کوزہ کے بنانیوالہ خدا تعالیٰ ہے پہر اگر قرآن کو آنحضرت کی طبیعت نے بنایا تہا اور بظاہر اسکا ایجاد اسی طبیعت سے ہوا تہا تو اسکی نسبت یہہ کیون ارشاد ہوا کہ یہہ آنحضرت کے جی سے نہین ہے اور یہہ کلام بشر نہین۔

یہہ ارشاد صریح و صاف طور پر ناطق ہے کہ قرآن آنحضرت کی طبیعت یا دل یا خیال کی بناوٹ نہین ہے بلکہ خدا واحد کیطرف سے منزل ہے یہہ فوارہ کیطرح آنحضرت کے اندر سے نہین نکلا بلکہ ابر رحمت کی مانند اوپر سے برسا ہے

بیان حقیقت اصل چہارم

(یعنی ایمان بملایکہ)

مسلمانون کا حقیقت و صفات ملایکہ کی نسبت وہی اعتقاد و ایمان ہے جو آپنے مسلمانون کی طرف سے نقل کیا ہے اور وہ متن اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ مین صفحہ ۲۷۴ سے ۲۷۶ تک منقول ہوا۔

بیشک مسلمان اعتقاد رکہتے ہین کہ ملائکہ وجود آدم سے پہلے بوجود ذاتی[1] موجود چلے آتے ہین اور نور[2] سے مخلوق ہین اور صورتون[3] و اشکال سے مشکل ہین جنمین پر و بازو ہین۔ اور وہ بشکل[4] انسان بہی مشکل کر دکہائی دیتے ہین اور وہ خدا کی طرف سے رسولون کے پاس وحی و کلام لاتے ہین اور وہ دنیاوی[6] بادشاہت خداوندی مین ظہور احکام خداوندی کے وسایل ہین کوئی مینہہ برسانے پر مامور ہے کوئی صور پہونکنے پر کوئی زندون کی جان نکالنے پر۔ وعلی ہذا القیاس اور وہ آسمانی بادشاہت خداوندی مین بہی خدمات و فرائض پر مامور ہین اور جداگانہ مناصب و مراتب سے مشرف بعض[7] مقربین ہین بعض ان سے کم رتبہ کئی[8] عرش معلی کو اٹہائی ہوئے ہین۔ کئی[9] عرش کے گرداگرد طواف کر رہے ہین ہزارون[10] بیت المعمور کے گرد طواف کرتے ہین لاکہون[11] آسمان پر سربسجود ہین کوئی بہشت[12] کا خزانچی ہے کوئی دوزخ[13] کا داروغہ وعلی ہذا القیاس۔ اور ان اعتقادات مین مسلمان نہ یہودیون کے مقلد ہین نہ بت پرستون عرب کے شاگرد نہ مجوسیون کے پیرو و معتقد۔ بلکہ یہہ اعتقادات قرآن و حدیث مین آئے ہین اور خدا و رسول نے مسلمانون کو سکہائے ہین۔ اس سے آگے سلسلہ اس تعلیم کا کہ خدا تعالیٰ نے کس یہودی یا مجوسی یا بت پرست کی شاگردی کی ہے اور کس کالج و یونیورسٹی مین ان عقاید کی تعلیم پائی ہے آنرایبل صاحب بہادر بتا سکتے ہین جو ماشاء اللہ پرانی تاریخ اور قدیمی جغرافیہ سے واقف ہین اور بڑے بڑے دار العلوم (لنڈن کیمبرج وغیرہ) کی سیر کر آئے ہین

جنکو بحر قلزم (جس سے حضرت موسی کو عبور ہوا تہا) تک کا جغرافیہ معلوم نہین ہوا یہ جرات نہین کر سکتے اور ان عقاید کی نسبت یہی خیال کرتے ہین کہ ان کی تعلیم کا سلسلہ خدا تعالی تک منتہی ہوا ہے خدا نے انکو اپنے ذاتی علم سے جانا اور بیان فرمایا ہے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا نیچری سے نہین سیکہا۔

اب رہی یہہ بات کہ قرآن وحدیث مین یہہ عقاید کہان آئے ہین اور خدا اور رسول نے کب سکہلائے تو اسکی تفصیل سے ہماری قلم وزبان ورسالہ عاجز ہین تاہم بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بطور مشتے نمونہ خروارے یکے از ہزار بیان کیا جاتا ہے۔ مخفی نرہے کہ ملایکہ کے قبل آدم موجود ہونیکی نسبت تو پہلے سیپارہ کے پہلے ہی ربع مین خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمنے آدم کے زمین مین خلیفہ کرنیکی بابت فرشتون سے مشورہ لیا تو انہون نے کہا کیا تو ایسے

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء الخ۔ بقرہ ۴۶۔

شخص کو خلیفہ کرنا چاہتا ہے جو فساد وخونریزی کا مادہ رکہتا ہے جسپر خدا نے اسکا سر بتایا اور فرشتون سے لاعلمی کا اقرار لیا اور آدم کو پیدا کیا اور فرشتون کو اسکی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا۔

اور فرشتون کے نور سے مخلوق ہونیکی بابت آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ملایکہ نور سے مخلوق ہین اور

عن عایشہ قال قال رسول اللہ صلعم خلقت الملئکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم (صحیح مسلم ص ۴۱۳ جلد ۲)

جن بے دخان آگ سے اور آدم اس چیز سے جو تمکو بتائی گئی ہے۔

اور فرشتون کی شکل وپرون کی نسبت خدا نے فرمایا ہے۔ خدا کے ہی لئے تعریف ہے جس نے آسمانون اور

الحمد للہ فاطر السموت والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنی وثلث ورباع یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ (فاطر ع ۱)

زمین کو بنایا اور فرشتون کو رسول کیا جو دو دو تین تین چار چار بازو رکہتے ہین اور خدا اپنی پیدائش مین بڑہاتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور آنحضرت نے جبرئیل کی اصلی صورت کا مشاہدہ فرمایا۔ تو انکے چہہ سو بازو کو معاینہ کیا چنانچہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۷ منقول ہو چکا ہے۔ اور آنحضرت نے حضرت اسرافیل کے حال مین فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے اسرافیل

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ خلق اسرافیل منذ یوم خلقہ صافا علی قدمیہ لا یرفع بصرہ

کو دونون پاؤن پر صف باندہ کر کہڑا ہوا پیدا کیا وہ خدا تعالی کیطرف آنکہہ اٹہا کر نہین دیکہتا اسمین اور

بینه وبین الرب سبعون نورًا ما منها من نور یدنو منه الا احترق (رواہ الترمذی وصححہ)

خدا تعالیٰ مین نور کے ستر حجاب ہین انمین ایک کے قریب بہی ہو تو جل جاوے۔

اور فرشتون کی بشکل انسان متشکل ہو کر دکہائی دینے اور انبیاء وغیرہم سے ہمکلام ہونے کی بابت خدا تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ ہمارے رسول (یعنی فرشتے) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لیکر آئے تو وہ انکی مہمانی

ولقد جاءت رسلنا ابراهیم بالبشری الخ (ہود ۷۶)
ونبئهم عن ضیف ابراهیم المکرمین (حجر ۴۶ و ۵)
هل اتاک حدیث ضیف ابراهیم المکرمین (ذاریات ۲۶)
وغیرها

کے لئے بچہڑا بہونا ہوا لائے جب انکو کہانے کے لئے ہاتہہ نہ بڑہاتے دیکہا تو ڈر گئے انہون نے کہا ہم خدا کے فرشتے ہین اور قوم لوط کے عذاب کے لئے بہیجے گئے ہین جب وہ حضرت لوط کے پاس پہنچے تو وہ بہی پہچان نہ سکے اور ڈر گئے جب انہون نے حال بتایا تو مطمئن ہوئے۔ قوم لوط جو بدفعلی کے عادی تہے سنکر خوش خوش آئے اور ان کو خوبصورت لونڈے سمجہکر بدفعلی کو مستعد ہوئے تب فرشتون نے انپر پہتر برسائے اور انکے گانون زمین سے اٹہا کر پٹک دئے۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے مینے جبرئیل کو (یعنی بصورت انسان) دیکہا تو اسکو دحیہ بن کلبی کا مشابہ پایا اور

عن جابر ان رسول الله صلعم قال رایت جبرئیل فاذا اقرب من رایت به شبهًا دحیة بن خلیفة۔ (رواہ مسلم)

حضرت ام سلمہ کا جبرئیل کو بصورت دحیہ دیکہنا اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ کا انکو بصورت ایک انسان سفید لباس کے دیکہنا نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۸۵ منقول ہو چکا ہے۔

اور فرشتون کا خدا کی طرف سے رسولون کے پاس کلام اور وحی لانا بیان حقیقت امر دوم مین بہ بسط و تفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اس مقام مین ایکدو ایسی آیتون کو بیان کیا جاتا ہے جنمین ملایکہ کی رسالت کو انسانون کی رسالت کے مقابلہ مین بیان فرمایا ہے۔ سورہ الحج مین ارشاد ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرشتون مین سے رسولون کو چن

الله یصطفی من الملائکة رسلا ومن الناس ان الله سمیع بصیر۔ (الحج ع ۱۰)

لیتا ہے اور انسانون مین سے بہی رسول چن لیتا ہے وہ سننے دیکہنے والا ہے

یہ آیۃ اسبات پر نص صریح ہے کہ ملکی رسول انسانی رسول سے علحدہ ہے۔ انسانی رسول تمام انسانون کیطرف

بھیجا جاتا ہے اور ملکی رسول خاص انسانی رسولوں کی طرف مبعوث ہوتا ہے ایسا ہی سورہ شوریٰ میں ارشاد ہوا ہے

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ (شوریٰ ع ۵)	کہ کسی بشر کو لائق نہیں کہ خدا اس سے ہمکلام ہو مگر بطور وحی یا حجاب کے آڑ میں یا یہ کہ خدا اسکی طرف رسول بھیجے پس وہ اسپر خدا کے اذن سے القا کرے جو خدا چاہے۔

اس آیۃ میں بھی صاف ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ انسانی رسولوں کیطرف ملکی رسول بھیجتا ہے اور وہ ملکی رسول اس وحی سے علیحدہ و علاوہ چیز ہے جو (بلاواسطہ) نبیوں کے دل پر نازل ہوتی ہے۔

ان دونوں آیتوں کو ناظرین یاد رکھیں یہ بمقام معارضہ و ابطال خیال خصم کے آنیوالی ہیں اور فرشتوں کا خدا عالم دینوی پر امور ہونا قرآن کی بہت سی آیات میں مذکور ہے۔ ملایکہ حفظہ و کراماً کاتبین کی نسبت ارشاد ہے۔

وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ (ق ۲۴) لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (رعد ۳۲) ویرسل علیکم حفظۃ (انعام ۶۱)	تمپر نگہبان مقرر ہیں معزز لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ دو فرشتے تمہارے قول و فعل کو لیتے رہتے ہیں ایک داہنی طرف ہے دوسرا بائیں طرف انسان جو کچھ بولتا ہے اسکے لینے کو تیار بیٹھا ہے انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہیں جو اسکو خدا کے حکم سے نگاہ رکھتے ہیں خدا نے تمپر نگہبان چھوڑے ہوئے ہیں۔

کراماً کاتبین کے نتیجہ کارروائی (یعنی نامہ اعمال بنی آدم) کا ذکر بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے از انجملہ بعض آیات

کل انسان الزمناہ طائرہ۔ الخ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ۔ الخ ما لھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الخ	کو ہمنے حاشیہ میں درج کیا ہے۔ اور کراماً کاتبین کی تقرری کے فوائد و حکمتوں کو امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۸۵ میں تفصیل بیان کیا ہے اور منکرین مخالفین اسپر اعتراض کرتے ہیں۔ اسکا جواب تفسیر کبیر کی جلد ۸ صفحہ ۹۱ میں تفصیل مرقوم ہے۔ طالب شائق ان مواضع کیطرف رجوع کرے۔

ملایکہ موت کا ذکر متعدد آیات میں ہے جنکا خلاصہ یہ ہے کہ مومنوں کے ارواح کو فرشتے عزت و بشارت سے

ان الذین تتوفاھم الملئکۃ ظالمی انفسھم (نساء ۱۴۱) والملائکۃ باسطوا ایدیھم (انعام ۱۱۶)	قبض کرتے ہیں کافروں کی ارواح توہین و عذاب سے۔ ان آیات کی تفصیل سورہ نساء۔ انعام۔ نحل۔ محمد وغیرہ

الذین تتوفهم الملائکة (نحل ع ۴) تتنزل علیهم الملائکة (حم سجدہ ع ۴) فکیف اذا توفتهم الملائکة (محمد ع ۳) والنازعات غرقا الخ (نازعات ع ۱)

مین موجود ہے اور اُن ملائکہ کی صورتین اور قبض ارواح کی کیفیتین احادیث مین بتفصیل وارد ہین جسکے بیان کی عام شہرت کے سبب کچھ ضرورت نہین

اور ملائکہ موکلین سحاب و امطار وغیرہ تدبیرات عالم کا متعدد آیات مین ذکر ہے۔ سورۂ نازعات مین انکو مدبرات سے تعبیر کیا ہے اور صافات مین والزاجرات سے اور ذاریات مین مقسمات سے اور ایک آیۃ مین ارشاد ہوا ہے کہ رعد وغیرہ ملائکہ خدا کے خوف سے تسبیح کر رہے ہین۔ آنحضرت سے یہود نے پوچھا کہ رعد کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مسلط ہے اُسکے پاس آگ کی قمچیان ہین جن سے وہ بادل کو ہانکتا ہے جہان خدا چاہتا ہے۔ پھر اُنہون نے کہا یہہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہہ اسکے جھڑکی کی آواز ہے۔

یسبح الرعد بحمده والملئکة من خیفته (رعد ع ۴) عن ابن عباس قال اقبلت یهود الی النبی صلعم فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما هو قال ملک من الملائکة موکل بالسحاب معه مخاریق من نار یسوق بالسحاب حیث شاء الله فقالوا فما هذا الصوت الذی نسمع قال زجرة بالسحاب (ترمذی ص ۱۵۶ جلد ۲)

اس روایت کو امام رازی نے تفسیر کبیر مین نقل کیا ہے اور بنا بر ایک قول کے رعد کا فرشتہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور حکماء طبعیین کے ان باتون کو کہ بادل بخارات زمین سے پیدا ہوتے ہین اور جو اُن بادلون مین ہوا بند ہو جاتی ہے۔ جب اُسکو اُپر سے سردی پہنچتی ہے تو وہ بادلون کو پھاڑ کر نکلتی ہے اُس پھٹنے کی آواز رعد ہے اور جو اس حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے وہ بجلی ہے۔ بدلائل معقول رد کر دیا ہے۔

وان کان الثانی وهو ان یقال ان تلک الاجزاء تصاعدت من الارض فلما وصلت الی الطبقة الباردة من الهواء بردت فثقلت فرجعت الی الارض فنقول هذا باطل وذلک لان الامطار مختلفة فتارة تکون القطرات کبیرة وتارة تکون صغیرة وتارة تکون متقاربة واخری تکون متباعدة وتارة تدوم مدة نزول المطر

انکا خلاصہ یہہ ہے کہ حکماء طبعیین کا یہہ کہنا کہ بادل صرف بخارات سے پیدا ہوتے ہین اسلئے باطل ہے کہ بارش مختلف طور پر ہوتی ہے کبھی چھوٹی چھوٹے قطرات کبھی بڑے بڑے کبھی نزدیک نزدیک کبھی دور دور کبھی تھوڑے وقت کبھی کئی کئی دنون تک۔ یہہ اختلاف باوجودیکہ زمین جس سے بخارات پیدا ہوتے ہین ایک ہی آفتاب جو حرارت

ملایکہ مدبرات کی خدمات کی تفصیل مین آنحضرت صلعم سے بیہقی نے شعب الایمان مین حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت

روی البیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس قال بینما رسول الله صلعم بناحیة ومعه جبرئیل اذا انشق

جبرئیل کے ساتھ ایک گوشہ مین تھے ناگاہ افق آسمان پھٹ گیا جس کے سبب جبرئیل چھپنے اور سمٹنے لگا اور

زمانا طویلا وتارة قلیلا فاختلاف الامطار فی هذه الصفات مع انه طبیعة الارض واحدة وطبیعة الشمس المسخنة للبخارات واحدة لابد ان یکون بتخصیص الفاعل المختار وایضا فالتجربة دلت علی ان الدعاء والتضرع فی نزول الغیث اثر عظیما وکذلک کانت الصلوة الاستسقاء مشروعة فعلمنا ان الموثر فیه قدرة الفاعل لا الطبیعة والخاصیة والجواب ان کل ما ذکرتموه علی خلاف المعقول وبیانه من وجوه الاول انه لو کان الامر کذلک لوجب ان یقال اینما یحصل البرق فلابد وان یحصل الرعد وهو الصوت الحادث من تمزق السحاب ومعلوم انه لیس الامر کذلک فانه کثیرا ما یحدث البرق القوی من غیر حدوث الرعد الثانی ان السخونة الحاصلة بسبب قوة الحرکة مقابلة للطبیعة المائیة الموجبة للبرودة وعند حصول العارض القوی کیف تحدث الناریة بل نقول النیران العظیمة تنطفی بصب الماء علیها والسحاب کله ماء فکیف یمکن ان یحدث فیه شعلة ضعیفة ناریة الثالث من مذهبکم ان النار الصرفة لا لون لها البتة فهب انه حصلت الناریة بسبب قوة المحاکة الحاصلة باجزاء السحاب لکن من این حدث ذلک اللون الاحمر

پیدا کرتا ہے ایک ضروری ہے کہ اس فاعل مختار پروردگار کی قدرت سے ہو۔ اور نیز تجربہ سے ثابت ہے کہ کبھی محض تضرع و دعا سے بھی بارش ہو جاتی ہے اس نظر سے استسقا کی نماز مشروع ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بارش محض قدرت اس فاعل مختار سے ہے طبیعت و خاصیت زمین و آفتاب سے نہین ہے۔

اور رعد و برق کی نسبت جو طبیعین نے کہا ہے کئی وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ اگر انکا کہنا صحیح ہو تو چاہیے کہ جب بجلی چمکے بادل گرجے حالانکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بجلی چمکتی ہے اور بادل نہین گرجتا۔ وجہ دوم یہ کہ گرمی جو حرکت سے پیدا ہوتی ہے اسکے مقابلہ مین طبیعت پانی مین سردی موجود ہے پس ایسے مقابل قوی کے سامنے اس گرمی سے کیونکر آگ پیدا ہو سکتی ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ بہت بڑی آگ پانی سے بجھ جاتی ہے پھر بادل مین جو تمام پانی ہوتا ہے تھوڑی سی ضعیف آگ کا چمکنا کیونکر ممکن ہے۔ وجہ سوم یہ ہے کہ طبعی حکماء کا یہ مذہب ہے کہ خالص آگ کا رنگ نہین ہے پس ہمنے مانا کہ ہوا کو بادلون کے گھسنے کے سبب آگ پیدا ہوئی ولاکن یہ رنگ سرخ کہان سے پیدا ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جو سبب گرجنے و چمکنے کا انہون نے بتایا ہے ضعیف ہے اور آگ کا پانی سے پیدا ہونا محض قدرت اس قادر باحکمت سے ہے۔ حاشیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.